پروفیسر سیّد محمد سلیم

عہد اکبر کے مغربی زبان دان

[پروفیسر سیّد محمد سلیم صاحب ان دنوں "مغربی زبانوں اور مغربی علوم کے فاضل ــــ قیام علی گڑھ سے قبل" کے زیر عنوان ایک کتاب ترتیب دے رہے ہیں۔ "عالم اسلام اور عیسائیت" کے شمارہ جون ۱۹۹۳ء میں جناب سلیم الدین قریشی کی تحریر پڑھ کر انھوں نے اپنی کتاب کا وہ حصہ مرحمت فرمایا ہے جس میں جلال الدین اکبر کے عہد کے مغربی زبان دانوں کا تذکرہ ہے۔ "مراۃ القدس" کے مترجم عبدالستار بن قاسم لاہوری کی تالیف "ثمرۃ الفلاسفہ" کے نسخوں کے بارے میں مزید معلومات سامنے آئی ہیں۔ ذیل میں پروفیسر صاحب کی غیر مطبوعہ کتاب کا محولہ بالا حصہ نقل کیا جاتا ہے۔ مدیر]

پرتگال کے جو لوگ ہندوستان میں آئے، ان کے اندر یسوعی (JESUIT) فرقے کے لوگ زیادہ سرگرم عمل تھے، تحریک اصلاحِ دین (Reformation) کے جواب میں پوپ نے ردّ تحریکِ اصلاح (Counter-Reformation Movement) جاری کی تھی۔ اس کی سرگرم شاخ یہ یسوعی فرقہ تھا۔ اس کے مبلغین یورپ اور ایشیا میں سب جگہ پھیل گئے۔ گوا میں یہ فرقہ طاقت ور تھا۔

جس زمانے میں اکبر بادشاہ مذہبی امور کی تحقیقات میں دلچسپی لے رہا تھا اور اس نے مختلف مذاہب کے لوگوں کو جمع کر رکھا تھا، اس نے گوا کے مسیحی پادریوں کو بھی بلایا تھا۔ اس کی دعوت پر دو پادری لاہور میں اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ فادر ایڈورڈ ڈلیٹن اور کرسٹوفر ڈی ویگا[1]۔ بادشاہ نے ان کے ساتھ بڑی مہربانی کا برتاؤ کیا اور ان کے قیام و طعام کا معقول بندوبست کیا۔[2]

فرنگی اسکول

اکبر بادشاہ کی ترغیب پر انھوں نے لاہور میں فرنگی زبان کی تعلیم کا اسکول قائم کیا جس میں امراء اور نوابین کے بچوں کو داخلہ دلایا گیا۔ بادشاہ نے اپنے لڑکے مراد کو بھی اس میں داخل کرایا تھا۔ ان طلبہ کو لاطینی اور پرتگالی زبانوں میں لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا تھا، لیکن پادریوں کو مسیحیت کی اشاعت، خاص طور پر بادشاہ کو مسیحی بنانے سے اصل دلچسپی تھی، اس لیے اسکول کے معاملے میں انھوں نے زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ بہرکیف مغربی زبان سکھانے والا یہ پہلا مدرسہ تھا جو ہندوستان کی سرزمین پر قائم ہوا اور ایک

مسلمان بادشاہ کی ترغیب سے قائم ہوا۔

ابوالفضل

ابوالفضل اکبر بادشاہ کا وزیر اعظم تھا۔ بادشاہ کے حکم پر اس نے انجیل مقدس کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ (۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء)۔ ترجمہ اس نے پادریوں سے پوچھ پوچھ کر کیا تھا۔[۳] اس نے خود فرنگی زبان نہیں سیکھی تھی۔ ترجمہ کے آغاز پر بسم اللہ کی بجائے ابوالفضل نے یہ شعر لکھا تھا

ای نامے، وے ژوژو کرستو سبحانک ماسواک یاہو

ژوژو کرستو Jesus Christ کی تفریس ہے۔

ملّا عبدالقادر بدایونی کا بیان ہے کہ پہلا مصرعہ ابوالفضل کا ہے اور دوسرا فیضی کا ہے۔

عبدالرحیم خان، خاناں

اکبر بادشاہ نے خانِ خاناں کو مامور کیا کہ وہ فرنگیوں کی زبان سیکھے۔ اس نے کئی فرنگی زبانیں سیکھ لیں۔ جن میں وہ بے تکلف لکھتا پڑھتا تھا۔ گوا کے پادریوں نے خانِ خاناں کو XANACANE لکھا ہے۔ اس کی زبان دانی کی سب نے تعریف کی ہے۔ فرید بھکری لکھتا ہے۔[۴]

در ہر زبان کہ در عالم رائج است ماہر بود، حرف می زد (دنیا میں جو بھی زبان رائج ہے، وہ سب جانتا تھا اور سب میں گفتگو کرتا تھا۔)

"مآثر رحیمی" کے مصنف عبدالباقی نہاوندی نے زیادہ تفصیل سے لکھا ہے۔[۵]

چونکہ ہندوستان کے اکثر ساحل عیسائیوں کے تصرّف میں ہیں، اور فرنگی سلاطین اور فرماں روایانِ ہند کے درمیان اکثر خط و کتابت کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ ظلّ اللہ اکبر بادشاہ نے اس سپہ سالار (خانِ خاناں) کو حکم دیا کہ عیسائیوں کی زبان اور اس کا رسم الخط سیکھے۔ چنانچہ پائے تخت شاہی میں مقیم مسیحی روساء، تاجروں اور سیاحوں سے تھوڑا سا ربط و ضبط پیدا کیا۔ اور باقاعدہ عیسائیوں کی زبان اور رسم الخط کی مشق کر لی۔ اور اب بلا جھجک کہا جاسکتا ہے کہ خانِ خاناں عیسائیوں سے زیادہ عیسائیوں کی زبان کا ماہر ہے۔

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ عبدالرحیم خانِ خاناں پہلا ہندوستانی مسلمان تھا جو مغربی زبان - پرتگالی زبان - جانتا تھا اور بلاتکلف بولتا تھا۔

عبدالستار بن قاسم

عبدالستار مشہور مؤرخ محمد قاسم فرشتہ کا فرزند تھا۔ وہ اکبر کے دربار کا ایک امیر تھا۔ اکبر کے حکم

پر اس نے پرتگالی اور لاطینی زبانیں سیکھی تھیں۔ عبدالستار نے چھ ماہ کی مدت میں پادری جرونمو شویرے یہ زبانیں سیکھ لیں تھی۔ وہ آسانی سے یہ زبانیں پڑھتا تھا۔ اس نے "مشاہیر یونان و روما" کے حالات پر ایک کتاب کا ترجمہ "ثمرۃ الفلاسفہ" کے نام سے کیا تھا۔ اس میں یونان اور روما کے فلسفیوں کے حالات تھے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے بعد محمد حسین آزاد حکومت کی دارو گیر سے چھپتے پھرتے تھے۔ کچھ زمانہ انہوں نے اپنے ہم درس خلیفہ محمد حسین وزیراعظم پٹیالہ کے پاس گزارا تھا۔ ان کے کتب خانے میں انہوں نے "ثمرۃ الفلاسفہ" دیکھی تھی، "دربار اکبری" میں انہوں نے کتاب کے دیباچے سے چند سطریں نقل کی ہیں اور لکھا ہے کہ یہ کتاب ۴۸ جلوسِ اکبری (۱۰۱۱ھ/۱۶۰۴ء) میں ترجمہ کی گئی۔[۶]

"دربارِ اکبری" کے بیان پر مولانا مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں۔[۷] "کاش پنجاب کے کوئی بزرگ خلیفہ محمد حسین کے کتب خانہ کی اس پہلی مغربی زبانوں سے ترجمہ شدہ کتاب کا سراغ لگائیں اور اس کے مضامین سے آگاہی بخشیں۔"

سہ روزہ اخبار Radiance (دہلی) کی اشاعت ۲۶ - ۳۰ مئی ۱۹۹۰ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ثمرۃ الفلاسفہ از عبدالستار بن قاسم کا قلمی نسخہ National Archives Of India, Delhi نے حاصل کیا ہے۔

عبدالستار بن قاسم نے ایک اور کتاب "داستانِ احوالِ حواریاں" کا بھی فارسی میں ترجمہ کیا۔ مزید ایک اور کتاب "داستانِ مسیح" کا پرتگالی سے فارسی ترجمہ پادری زیرو نموزیویر کی اعانت سے کیا تھا۔ زیویر نے اس کے مقدمہ میں لکھا ہے۔

مولانا عبدالستار بن قاسم لاہوری باتفاق ایں بندہ در ہماں دارالخلافہ آگرہ ترجمہ کرد، سن ہزار و شش و صد ودو (۱۶۰۲ء) از ولادت حضرت ایشوع چہل و ہفت الٰہی از جلوس مقدّس شاہنشاہی (۴۷ جلوس) انجام یافت[۸]

اس کا ایک باتصویر نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔[۹] اس کتاب کے چار حصے ہیں (۱) پیدائش و طفولیت (۲) تعلیمات و معجزات (۳) موت و تعذیب (۴) احیاء ورفعت

اسی انداز پر شہنشاہ جہانگیر اور شاہجہان کے واقعات بھی جمع کیے ہیں۔

حواشی

1. Rev. Father Flex, Mughal Farmans, Parwanahs and Sanads, Agra (1913) p.11
2. V.D. Mahajan, History of India after 1526, Vol. II, Delhi (1962), p. 2.

پادری برکت اللہ، مغلیہ سلطنت اور مسیحیت، لاہور (۱۹۷۰ء)، ص ۱۶۵
۳۔ عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ، کلکتہ (۱۸۶۹ء)، جلد ۲، ص ۲۶۰، عبدالحی رائے بریلوی، نزہتہ الخواطر، حیدر آباد دکن (۱۹۵۷ء)، جلد ۶، ص ۲۶
۴۔ فرید بھکری، ذخیرۃ الخوانین، کراچی (۱۹۶۱ء)، جلد ۱، ص ۶۰
۵۔ شبلی نعمانی، مقالات شبلی بحوالہ ماثر رحیمی، ص ۱۴۱
۶۔ محمد حسین آزاد، دربار اکبری، لاہور (۱۹۱۰ء)، ص ۱۱۸
۷۔ مناظر احسن گیلانی، ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، دہلی (۱۹۴۴ء)، جلد ۱، ص ۵۰ (حاشیہ)
۸۔ سلیم الدین قریشی، فارسی کی پہلی کتاب، ماہنامہ "کتاب" (لاہور)، نومبر ۱۹۸۵ء
۹۔ ذکاء اللہ دہلوی، تاریخ ہندوستان، عہد اکبر بادشاہ، ص ۸۶